جناب قاضی عبدالحلیم اثر

مآثر طورو

ایک شہر جو علمی حیثیت سے سرحد کا بخارا کہلاتا تھا

عزیزی برادر زادہ دام مولوی سمیع الحق سلمہ اللہ[1]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ مجلہ الحق کی اشاعت فروری ۱۹۸۲ء ص ۱۵ سطر ۱۱ کی درج ذیل عبارت آج ۲۵ مارچ ۱۹۸۲ء کو نظر سے گذری۔ لکھا گیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب (محمد انور شاہ کشمیری) کے بارہ میں مصنف کو مولانا عبدالجمیل افغانی کے حالات نہیں مل سکے۔ حضرت مولانا ہمارے صوبے کے عظیم شخصیتوں میں سے تھے ہم ان کے فرزند جلیل مولانا عنایت اللہ طوروی سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد مکرم و معظم مرحوم کی سوانح "الحق" کے لئے مہیا فرما کر یہ کمی پوری کر دیں (اقتباس ختم ہوا)

مندرجہ بالا اقتباس سے متعلق چند ایک باتیں ایسی ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے

۱۔ یہ کہ طورو کے مولانا عبدالجمیل افغانی نہیں بلکہ نسلاً گیلانی سید تھے۔ افغانوں میں رہنے کی وجہ سے افغانی کہلاتے۔

۲۔ مولانا عنایت اللہ طوروی کو ان کا فرزند جلیل لکھا گیا ہے اس سے یہ اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے

---

[1] راقم الحروف عبدالحلیم اثر اور عزیزی سمیع الحق کے والد ماجد مولانا عبدالحق صاحب ہم دونوں ضلع پشاور کے علاقہ خالصہ کے موضع ملوگی میں سید مولانا توکل شاہ باجوری المعروف کوہستان ملا صاحب کے پاس علم صرف کی مراح الارواح میں ہمدرس تھے حضرت سید توکل شاہ علم صرف کے مشہور عالم احمد جی صاحب ساکن لالہ۔ کالا علاقہ خالصہ کے شاگرد تھے۔ اور حضرت مولانا احمد جی صاحب سلسلہ عالیہ قادریہ میں مولانا عبدالوہاب عرف مانکی صاحب کے خلیفہ اور ماذون تھے۔

والد کے بڑے فرزند ہوں گے جب کہ حضرت مولانا عبدالجمیل مرحوم کے تین فرزند اس ترتیب سے ہیں۔ مولانا لطف اللہ مولانا عنایت اللہ۔ مولانا امانت اللہ۔

۳۔ راقم الحروف نے اپنی تالیف روحانی رابطہ دارالعلوم حقانیہ کو نذر کیا ہے۔ اس میں ص ۵۵۵ تا ۵۶۷ پر سید محمد یونس گیلانی کے عنوان کے تحت سید عبدالجمیل اور اس کے پورے خاندان کے حالات ملاحظہ کیے جائیں۔ یہ حالات میں نے سید مولانا عبدالجمیل ولادت ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۵ء کے بڑے بھائی مولانا السید محمد اسرائیل شہید (ولادت ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۵ء) کے فرزند و خلف اکبر مولانا علامہ بحر العلوم محقق کبیر و مورخ شہیر السید محمد امین خوگیانی کی امانت سے تحریر کئے ہیں حافظ محمد ادریس شہید طوروی کی والدہ ماجدہ سید محمد امین خوگیانی کی ہمشیرہ اور مولانا السید الشہید محمد اسرائیل شہید کی لڑکی تھیں حضرت العالم الفاضل والعارف الکامل محمد امین خوگیانی جب حافظ محمد ادریس شہید کی تعزیت کے سلسلہ میں کابل سے طورو تشریف لائے تو اس گیلانی خاندان کے شجرہ نسب پر بحث کے سلسلہ میں مولانا السید الشیخ عبدالجمیل کی ایک قلمی دستاویز تذکرہ جمیل جب ملاحظہ کیا گیا تو راقم الحروف نے عرض کیا کہ یہ شجرہ ناقص ہے درمیان میں کئی نام لکھنے سے رہ گئے ہیں۔ میرے پاس یہ شجرہ مکمل موجود ہے۔ دوسرے دن مولانا محمد امین خوگیانی میرے غریب خانہ پر تخت بھائی تشریف لائے اور شجرہ دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا۔

اس خاندان میں سید عبدالجمیل اور سید محمد اسرائیل دونوں کے بڑے بھائی مولانا محمد اسماعیل (ولادت ۱۲۶۹ھ ۱۸۵۲ء) جو معمر ترین بزرگ تھے۔ ۱۹۲۵ء میں راقم الحروف اور حافظ محمد ادریس شہید ان سے تحریر اقلیدس اور قاضی مبارک پڑھ رہے تھے اور مولانا عبدالجمیل کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالجلیل سے اصول شاشی حافظ محمد ادریس شہید کے بغیر پڑھتا رہا۔ اس نسبت سے گیلانی سادات کا یہ خاندان میرے استادوں کا خاندان ہے۔ جہاں تک ان کے شجرہ نسب کا تعلق ہے۔ یہ خدمت راقم الحروف نے اپنی تالیف روحانی رابطہ میں کسی حد تک انجام دینے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اور جہاں تک مولانا عبدالجمیل کی عملی زندگی کا طورو۔ سوات اور ہندوستان کے قیام کے زمانہ کا تعلق ہے۔ وہ میرے مخدوم زادہ مولانا عنایت اللہ بیان فرما سکیں گے۔ یہ حالات مولانا عبدالجمیل کی خودنوشت سوانح حیات تذکرہ جمیل میں موجود ہے۔

مولانا عبدالجمیل کے والد ماجد کا اسم گرامی سید حفیظ اللہ ہے۔ ان کا سلسلہ نسب سید شمس الدین عبدالعزیز بن سید میراں محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رح تک جا پہنچتا ہے۔ اس سید عبدالجمیل ولد سید حفیظ اللہ جی کے علاوہ موضع طورو میں گیلانی سادات کا ایک دوسرا خاندان بھی ہے جن کا شجرہ نسب سید سیف الدین عبدالوہاب بن سید میراں محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی تک پہنچتا ہے۔ اس خاندان میں ایک عظیم المرتبت عالم ہو گذرے ہیں۔ سید عبدالجلیل ابن خیر اللہ جی۔ یہ موضع کالکا ضلع انبالہ (بھارت) بہاولپور اور دہلی کے اسلامی دارالعلوموں

میں مدرس رہے۔ دہلی سے ان کی تالیف فتاوی چھپ چکی ہے[۵]۔ میری ان چند سطور کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ مزید تحقیق اس بات کی ہونی چاہیئے کہ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ عبدالجمیل طوروی کے شاگرد تھے یا عبدالجلیل طوروی کے؟ بہر حال میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مآثر طورو کے عنوان کے تحت بخارا ثانی طورو کے ان دونوں گیلانی سادات کے خاندانوں پر قارئین الحق کے لئے مختصراً کچھ معلومات پیش کردں۔ ان دونوں خاندانوں کا سادات اور مشائخ کے جن دوسرے خاندانوں سے نسلی رشتوں کا یا روحانی رابطوں کا جو تعلق ہے۔ اور ان میں بعض اصحاب کو جن التباسات اور اشتباہات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان کی بھی وضاحت کریں۔ طورو کے اس دوسرے عبدالوہابی گیلانی سادات کے خاندان پر ابھی تک کچھ نہیں لکھا گیا۔ اس خاندان میں سے سید میر عتیق اللہ بن سید میر عبداللہ جی میرے اور حافظ محمد ادریس کے علم ادب عربی کے استاد تھے۔ کتاب نفحۃ الیمن ان سے پڑھی تھی۔ حضرت مولانا سید گل بادشاہ امیر شریعت اور صدر جمعیۃ العلماء سرحد مرحوم ساکن سوریان نزد طورو سید میر عتیق اللہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ اس خاندان کے مشاہیر علماء کا تذکرہ تاریخی طور پر مفید ثابت ہوگا۔

محمد شاہ مندوران | ہم محمد شاہ مندوران کی نسل کے ان مشاہیر کا ذکر کریں گے جو قبائل یوسف اور مندن یوسف کے ساتھ شامل رہے۔ پہلے سید الشیخ عبدالجمیل گیلانی طوروی کا اور پھر سید عبدالجلیل طوروی کا شجرۂ نسب درج کر رہے ہیں البتہ مولانا عبدالجمیل گیلانی طوروی کے شجرہ نسب میں چند ایک تاریخی نکات کا اضافہ کریں گے جو میری تالیف روحانی رابطہ میں نہیں ہے اور میں نے مولانا محمد امین خوگیانی بن مولانا محمد اسرائیل گیلانی طوروی کی روایت پر اعتماد کیا تھا مولانا محمد امین خوگیانی الحمدللہ ابھی بقید حیات ہیں۔ میری معروضات سے موصوف اور طورو کے خاندان گیلانی سادات کے اکابر علماء اور ان کے اخلاف اپنی معلومات میں تصحیح فرمالیں۔

السید الشیخ مولانا عبدالجمیل گیلانی طوروی | شجرہ نسب یہ ہے۔ سید عبدالجمیل ابن سید حفیظ اللہ ابن سید معظم شاہ ابن سید محمد ابن سید ولی محمد ابن سید محمد یوسف ابن سید محمد یونس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

---

[۵] یہ مطبوعہ کتاب مولانا محمد شعیب مرحوم خطیب ضلع مردان کے پاس تھی۔ مولانا عبدالجلیل مرحوم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب سبع سنابل کا قلمی نسخہ موضع رستم ضلع مردان میں سید محمود شاہ کے پاس ہے۔ مولانا عبدالجلیل کی سکونت موضع بخشالی ضلع مردان میں تھی۔ اس گاؤں میں موضع تورڈھیری کے صاحب زادگان کے خاندان کے لوگ بھی آباد ہیں۔ یہ صاحبزادگان نسلاً ابدالی ہیں شیخ محمد عارف ابن شیخ احمد عبدالحق (متوفی ۸۳۶ھ ۱۴۳۳ء) ابن شیخ یحیٰی کبیر غور غشتی سہروردی (ولادت ۷۰۲ھ وفات ۸۳۴ھ ۱۳۰۲ء) عمر ۱۳۲ سال کی نسل سے یحیٰی کبیر کے سات فرزندوں کی نسل باقی رہی ہے۔ سب کی اولاد صاحبزادگان کہلاتی ہے۔

سید محمد یونس کی زوجہ سیدہ آمنہ مولانا عبدالوہاب عرف اخوند پنجو بابا ابن سید سلطان عبداللہ المعروف بہ خواص خان غازی کی دختر تھیں۔ سید محمد یونس اور ان کے فرزند سید محمد یوسف دونوں کے مزارات مبارکہ موضع طورو کے مغرب میں واقع ندی کلپانی کے مغرب میں موضع خادہ میں ہیں۔ یہ گیلانی سادات کا آبائی قبرستان ہے۔ حضرت سید حفیظ اللہ ان کے آباء اجداد اور ان کے تمام فرزندوں کے مزارات یہیں واقع ہیں۔ راقم الحروف نے مولانا محمد امین خوگیانی اور حضرت اخوند پنجو بابا کی نسل میں سے سید محب اللہ کی معیت میں ان مزارات کا سلام کیا ہے۔ موضع خادہ نوشہرہ مردان روڈ پر موضع رشکئی کے مشرق میں واقع موضع غلہ ڈھیر کے شمال میں واقع ہے۔

حضرت السید الشیخ اخوند حافظ محمد معظم قادری نقشبندی کے چھ فرزند تھے جن کے نام یہ ہیں :-

سید حفیظ اللہ۔ سید حمید اللہ۔ سید حبیب اللہ۔ سید عبداللہ۔ سید فیض اللہ۔ سید سعد اللہ

یہ سب سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ اور سلسلہ چشتیہ صابرہ کے مشائخ، عالم علوم دینیہ اور حافظ قرآن تھے۔ ان میں سے سید شیخ اخوند حافظ سعد اللہ کوشگو بابا کہتے تھے۔ ان کی صرف ایک ہی دختر تھی جو حافظ محمد ادریس شہید کے والد ماجد حافظ احمد شاہ کی والدہ تھی۔ حافظ سعد اللہ کی نرینہ اولاد زندہ نہ رہی۔ ان کے داماد حافظ احمد شاہ مرحوم کی سکونت انہی کے گھر رہی اور اسی مکان میں حافظ محمد ادریس شہید کی ولادت ہوئی۔ حافظ احمد شاہ کی بیوی حافظ محمد اسرائیل شہید گیلانی کی لڑکی تھی۔ مولانا حفیظ اللہ گیلانی قادری چشتی صابری نے ۱۳۰۷ھ ۱۸۸۹ء میں وفات پائی۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔

۱۔ سید الشیخ اسحاق (ولادت ۱۲۵۷ھ ۱۸۴۱ء) آپ حافظ عبدالغفور عرف غوث سیدو کے شاگرد تھے۔

۲۔ ” ” اسماعیل (ولادت ۱۲۶۹ھ ۱۸۵۲ء) ” ” ” ”

۳۔ ” ” اسرائیل (ولادت ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۵ء) ” ” ” ”

۴۔ ” ” عبدالجمیل (ولادت ۱۲۸۱ھ ۱۸۶۴ء) آپ اپنے والد کے ساتھ غوث سیدو کے سلام کے لئے حاضر ہوئے تھے

۵۔ ” ” عبدالجلیل (ولادت ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۸ء) آپ غوث سیدو کی وفات کے ایک سال بعد پیدا ہوئے۔

سیادت | یہاں تاریخی فائدہ کے لئے ایک تاریخی نکتہ کی وضاحت ضروری ہے۔ میاں محمد عمر ابن ابراہیم ابن عبدالخالق عرف کلاخان اپنی پشتو منظوم تالیف توضیح المعانی مطبوعہ صہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ میں نسلاً افغان ہوں لیکن میرے جد امجد دریائے راوی پنجاب کے مغربی کنارے اور شاہراہ شیر شاہ سوری کے شمال میں موضع فرید آباد میں قیام پذیر تھے۔ اس شاہراہ اور فرید آباد کے درمیان ایک موضع سیداں والا ہے جہاں سید محمد گیسو درانہ الحسینی کی نسل کے سادات آباد ہیں۔ میرے جد امجد عبدالخالق عرف کلاخان (کلان خان) کی بیوی اس سیداں والہ کے سادات کی خاندان سے تھیں اور میرے والد اس سیدہ کے فرزند تھے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں۔

زہ ہم سید پہ دے نسبت سرہ دَجدے
پلار چہ م پیدا شولو ھورے لہ سیدے

(میرے والد ماجد وہاں فرید آباد میں ایک سیدہ خاتون کے ہاں تولد ہوئے۔ میں اس اپنی جدۂ محترمہ کی نسبت سے سید ہوں)

راقم الحروف اپنے مضامین میں حافظ محمد ادریس شہید طوروی کو سید لکھتا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ کہ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے اس کی والدہ ماجدہ مولانا محمد اسرائیل گیلانی کی دختر تھیں اور حافظ محمد ادریس کے والد ماجد حافظ حاجی احمد شاہ کی والدہ ماجدہ مولانا محمد اسرائیل شہید کے عم محترم حافظ سعد اللہ کی دختر اور حافظ نقاب شاہ کی زوجہ تھیں۔ اسی نسبت سے راقم الحروف حافظ محمد ادریس شہید کو والدہ ماجدہ اور دادی اماں کی نسبت سے میاں محمد عمر چمکنی کے ارشاد کی روشنی میں سید کہتا اور سمجھتا ہے۔

سید حافظ محمد ادریس شہید ابن حافظ احمد ابن حافظ نقاب شاہ ابن سمیع اللہ عرف باجڑے بابا ابن حافظ انبیا گل ابن حافظ احمد ابن حافظ حاجی جمال الدین محمد ابن حافظ محمد صالح المعروف بہ صلاح الدین شلان خیل[له] کے جد امجد محمد صالح کا مزار مولانا محمد یونس گیلانی کے مزار سے مغرب کی طرف الگ تقریباً ایک سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔ راقم الحروف نے آپ کا سلام کیا ہے۔ شلان خیل موضع نوشہرہ کلاں کے تیسرے حصہ کے جائیداد اور املاک کے مالک ہیں۔ موضع طورو میں مولانا محمد صالح تشریف لائے۔

سید حفیظ اللہ | حضرت مولانا السید الشیخ عبد الجمیل مرحوم کے والد ماجد سلسلہ عالیہ قادریہ اور نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سید حافظ محمد معظم قدس سرہ العزیز کے خلیفہ اور ماذون تھے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مولانا السید الشیخ احمد الدین المعروف بہ ذکری میاں صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اور سید حفیظ اللہ اور حضرت اخوند حافظ شیخ عبد الغفور باباجی صاحب سوات کے درمیان خصوصی تعلقات تھے۔ حضرت باباجی صاحب سوات نے ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء میں وفات پائی۔ اور سید حفیظ اللہ نے ۱۳۰۷ھ ۱۸۸۹ء میں دونوں ہم عصر تھے۔ حضرت باباجی صاحب سوات کے ۱۲۰۷ھ ۱۷۹۲ء میں ولادت اور سید حفیظ اللہ مرحوم کے ۱۲۲۴ھ ۱۸۰۹ء میں ولادت سے دونوں کی عمر میں سترہ سال کا فرق ہے۔ جیسے سالہائے وفات میں تیرہ سال کا فرق ہے۔ مجھے یہ علم نہیں ہے کہ سید حفیظ اللہ رحمۃ اللہ کیا باباجی صاحب سوات کے مرید تھے یا پیر بھائی۔ البتہ یہ ثابت ہے کہ آپ ایک بہت بڑے صاحب نسبت بزرگ تھے اور راقم الحروف کے ذاتی مشاہدہ کے مطابق آپ پر سلسلہ چشتیہ صابریہ

له یہ نام شبلان ہے۔ ابراہیم ابن یوسف ابن ابوبکر ابن خداداد ابن عبد الغنی ابن حسن کی سکونت وادی کرم کے موضع شبلان میں تھی ابراہیم شبلانی کہلاتے تھے یہ نام مخفف ہو کر شلان پڑھا گیا۔

کی نسبت غالب تھی۔

وضاحت: روحانی رابطہ صد ۵۶۵ پر مجملاً اتنا ہی ذکر ہے کہ سید حفیظ اللہ کے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے پیر طریقت کا اسم گرامی ذکری میاں صاحب تھا۔ اب اس موقع کی مناسبت سے چند ایک وضاحتیں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت سید ذکری میاں صاحب کا نام سید حسن لقب احسن الدین اور عرف عام میں ذکری میاں کے نام سے مشہور تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ جو بھی آپ کی صحبت میں بیٹھ جاتا اور آپ اس پر توجہ کی نظر ڈال لیتے۔ بغیر کچھ کہے سنے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے مطابق اس شخص کا ذکر قلبی اَللّٰہ ھُو اس شدت سے جاری ہوتا کہ وہ تڑپ اٹھتا۔ اس قدر تیز توجہ بہت کم دیکھی گئی ہے۔

راقم الحروف نے مولانا السید الشیخ عبدالوہاب کے چار فرزند بیان کئے ہیں جب کہ وہ پانچ تھے۔ ان میں سے ایک کا نام سید عثمان تھا۔ اپنے والد عبدالوہاب سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں اور حضرت سید السادات آدم بنوری متوفی ۱۰۵۳ھ ۱۶۴۳ء سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مجاز اور خلیفہ تھے۔ سید السادات آدم بنوری کے ایک خلیفہ سید محمد امین بدخشی مکی (جن کا سلسلہ نسب امام حسن عسکری سے جا ملتا ہے) نے اپنی تالیف نتائج الحرمین میں سید عثمان ابن مولانا عبدالوہاب کا ذکر کیا ہے۔

سید عثمان کے تین فرزند تھے۔ علی۔ یوسف۔ اور ابوبکر۔ ان میں سے علی کے تین فرزند تھے۔ طلب دین۔ سیف الدین اور صلاح الدین۔ سید علی ابن عثمان اور ان کے تینوں فرزند تحصیل و ضلع مردان علاقہ سدوم کے موضع حمزہ کوٹ میں آباد رہے۔ ان کے مزارات اسی موضع میں ہیں۔ ان میں سے سید صلاح الدین کے تین فرزند دو حسین۔ احمد اور حسن میں سے حسین اور حسن طورو تشریف لائے۔ وجہ یہ کہ طورو کے گیلانی سادات سے ان کی قرابت اور رشتہ داری تھی۔

سید حافظ محمد ادریس شہید نے اپنے والد حافظ حاجی احمد شاہ کے مکان سے اٹھ کر اپنے لئے ایک نیا پختہ مکان بنایا۔ اس مکان کے شرقی دروازہ کے متصل ایک احاطہ میں سید حسین ابن صلاح الدین کا مزار ہے۔ اور سید حسن احسن الدین ذکری میاں صاحب جب فوت ہوئے تو ان کی وصیت کے مطابق ان کی نعش اکبرپورہ میں اپنے جد امجد کے مزار کے احاطہ میں دفن کئے گئے۔ آپ کا مزار اس احاطہ کے شمالی دیوار کے قریب ہے۔

تلمذ: اس لحاظ سے راقم الحروف مولانا سید اسماعیل مرحوم کا شاگرد ہے۔ سلسلہ تلمذ یوں بنتا ہے۔

عبدالحلیم عن محمد اسماعیل عن حفیظ اللہ عن احسن الدین ذکری عن صلاح الدین محمد عن علی عن عثمان ھو عن ابیہ عبدالوہاب وعن سید السادات آدم بنوری عن مجدد الف ثانی۔

اسی ترتیب سے مولانا السید الشیخ محمد انور شاہ کشمیری کا سلسلہ تلمذ یوں بنتا ہے۔

محمد انور شاہ عن عبدالجبار عن حفیظ اللہ عن احسن الدین ذکری۔ عن صلاح الدین عن علی عن عثمان عن ابیہ عبدالوہاب

وعن سیداں وات آدم بنوری۔ سید السادات آدم بنوری کے چار فرزند تھے ۔غلام محمد، عیسیٰ، محسن اور اولیا۔ سید محمد یوسف بنوری مرحوم ابن سید محمد زکریا سید الاولیا بن سید السادات آدم بنوری کی نسل سے ہیں۔ حضرت سید محمد انور شاہ کی تلمذ کی وجہ سے آپ بھی سید احسن الدین ذکری میاں صاحب کے سلسلہ تلامذہ میں آجاتے ہیں۔

اس پس منظر کی روشنی میں راقم الحروف کے برادر عزیز و ہمدرس مولانا عبدالحق بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور بھی حضرت سید عبدالجمیل گیلانی کے سلسلہ تلامذہ میں ہونے کی نسبت سے عبدالجمیل عن ابیہ سید حفیظ اللہ عن السید الشیخ حسن احسن الدین ذکری میاں چشتی صابری قادری نقشبندی کی صورت میں ذکری میاں صاحب کے سلسلہ تلامذہ میں آجاتے ہیں

> راقم الحروف عبدالحلیم اثر کے ایک مشفق دوست جو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سے منسلک اور صاحب کشف بھی ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے جو انوار اور فیوضات ہیں۔ ان کا تعلق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے انوار سے ہے۔

راقم الحروف کے مخدوم زادہ علامہ بحرالعلوم محمد امین خوگیانی کے ارشادات اور سابقہ ہی انہی کی توجہات عالیہ کی بدولت راقم الحروف کے ذاتی مشاہدہ جسے تصوف کی اصطلاح میں امر واقعہ کہتے ہیں۔ کی بات ہے۔ کہ حضرت الشیخ حفیظ اللہ قادری نقشبندی صابری کے مزار مبارک سے انوار پھوٹ رہے ہیں ایسے کہ چاروں طرف روشنی پھیلاتے رہتے ہیں۔ یہ علم کی روشنی ہے چاہے دیوبند اور ڈابھیل ہو اور چاہے کراچی۔ پشاور، مردان اور اکوڑہ خٹک کے دارالعلوم ہوں۔ ان کے تلامذہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ ان نفوس قدسیہ کی برکت سے علم کا نور پھیلتا جا رہا ہے اس کی ضیا پاشیوں کا سلسلہ جاری ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے اساتذہ کرام صرف وہ نہیں ہیں جن سے ہم نے درساً علم حاصل کیا ہے بلکہ سلسلہ کے تمام اساتذہ میں سے ہر ایک عالم ہمارا استاد ہے اور یہ وہ جلیل القدر بزرگ تھے جن کی توجہ اور نظر سے دلوں کی دھڑکن اَللّٰہ ھُو بن جاتی تھی اور دل و دماغ منور ہو جاتے تھے۔

راقم الحروف جب حضرت السید الشیخ احسن الدین ذکری میاں صاحب کے مزار مبارک پر زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اسی طرح دو زانو ہو کر ادب سے بیٹھ جاتا ہے۔ جیسے اپنے استاد حضرت مولانا سید اسماعیل گیلانی کے سامنے ادب سے بیٹھتا تھا۔

یہ چند سطور میں نے اس لئے تحریر کی ہیں کہ مجلہ الحق اکوڑہ خٹک کے توسط سے علماء دیوبند اور ڈابھیل کے

باقی ص ۵۵ پر